ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

مسز رفعت چوہدری

اسکالر پی ایچ ڈی اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر محمد افضال بٹ

صدر شعبہ اُردو ،جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

پروفیسر ڈاکٹر روبینہ ترین

سابق استاد شعبہ اردو بہاالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

علامہ محمد اقبال کے شاعرانہ اور مفکرانہ اسلوب میں قرآنی امتزاج

Mrs. Rifat Choudhry
Scholar PhD (Iqbal Studies), AIOU, Islamabad.
Dr. Muhammad Afzal Butt
Chairperson Department of Urdu, GC Women University, Sialkot.
Professor Dr Rubina Tareen
Ex Professor Department of Urdu BZU Multan.

The Qur’anic Combination in Poetical and Thoughtful Style of Allama Muhammad Iqbal

Allama Muhammad Iqbal was a multidimensional personality. There were a lot of thoughtful and philosophical aspects in his nature. The source of inspiration, light, energy, and motivation for all these aspects in his character was the Holy Qur’an. Keeping in mind the heights and peaks of knowledge and intuition which Allama Iqbal attained through ancient and modern education, he was fundamentally first discovering and then presenting the message of Qur’an through his poetry. He was not just only a poet, but also a teacher of Qur’an, whose poetry was a blend, combination and infact a tafseer of Qur’an. This is one of the reasons we see a lot of references from the Holy Qur’an throughout his poetical work. He used the Qur’anic phrases, words, and terminologies many a times in his poems and was affirmed about that if we want to understand the true message of Qur’an, we need to learn the Arabic Language and Literature. His poetical style of expression is no doubt Qur’anic style. When we read in depths the poetry, essays, letters, and conversations

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

of Allama Iqbal, we find that he had a splendid power of belief, and his heart was filled with contentment. He strongly believed that Qur'anic style is the Almighty Allah's style and that was the reason of adopting the Qur'anic way in his poetry. This essay deals with the combination of Qur'an in his poetical and philosophical thoughts.

Key Words: *Qur'anic Combination, Poetical Style, Philosophical world, Intuition, Belief, Light of Pen.*

جب ہم اقبال کا نام لیتے ہیں تو ان کی شخصیت کی کئی جہات سامنے آتی ہیں۔ فلاسفر، شاعر، سیاست دان، اور سب سے بڑھ کر تصورِ پاکستان کے خالق۔ جہاں تک علامہ کی شاعری کا تعلق ہے تو انہوں نے مختلف اوقات میں احباب کو لکھے گئے خطوط میں بارہا یہ کہا کہ مجھے روایتی اور مروج مفہوم میں شاعر کہلوانا پسند نہیں۔ میں کچھ مقاصدِ خاص رکھتا ہوں جن کے ابلاغ کے لیے شاعرانہ اسلوب اپنایا ہے۔ تاہم اظہار و اسلوب کے نقطہ نظر سے کلام اقبال کا مطالعہ کرنے پر علامہ کے شاعرانہ پیرایہ میں وہ تمام فنی محاسن ملتے ہیں جو اسلوب کی پختگی اور قوت کے ضامن ہوتے ہیں۔

علامہ کے نظام افکار کو نظام شمسی سے تشبیہ دینے پر سورج کی مانند خودی مرکزی حیثیت اختیار کر جاتی ہے جبکہ دیگر تصورات جیسے عشق و خرد، فنون لطیفہ، شعر و ادب، سیاست، تعلیم اور مرد مومن وغیرہ خودی کے مدار کے ذیلی سیارے قرار پاتے ہیں۔ خودی کو حرارت، حرکت و قوت اور نور جس سرچشمہ سے حاصل ہوتا ہے وہ منبع قرآن مجید ہے۔ علامہ کے لیے رہنما اور محرّک اول قرآن مجید ہی ہے۔ علامہ روایتی مفہوم میں کبھی بھی جذباتی مسلمان نہ رہے تھے۔ وہ تو عالم مسلمان تھے اور مشرق و مغرب کے فلسفوں پر عبور، سائنسی تصورات سے آگہی اور سیاسی 'ازموں' کے تجزیاتی مطالعہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ قرآن مجید واقعی کتاب مبین ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں۔

> " قرآنِ مجید کے محرک عمل ہونے ہی نے اقبال کو محض ایک مسلمان شاعر کی سطح سے بلند کر کے پہلے علامہ بنایا اور پھر حکیم الامت کے ارفع مقام پر فائز کر کے ان کے افکار میں وہ توانائی بھر دی کہ وہ آج بھی افراد میں کردار و عمل کی بجلی موجزن کر سکتے ہیں۔ " (۱)

قرآن مجید کا ژرف نگاہی سے مطالعہ کرنے پر معنی عمیق کے ساتھ ساتھ اسلوب سے جنم لینے والی بلاغت کا جو احساس ہوتا ہے وہ بذات خود ایک انعام ہے۔ مگر یہ ہم مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ عمر عزیز مطالعہ قرآن میں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

صرف کر دینے کے باوجود بھی اس کے معنی کی تہہ داری، پیغام کی عظمت اور ان مخصوص فکری رویوں سے آگاہ نہیں ہو پاتے جن کی تلقین صرف قرآن مجید ہی کر سکتا ہے۔ حق یہ ہے کہ مطالعہ قرآن کی بدولت کائنات اور اہل کائنات کے باب میں ایک مخصوص نظریہ اور رویہ عمل میں آجاتا ہے۔ اسلامی تاریخ کی ابتدا، پرورش اور ترقی قرآن ہی کے باعث ہوئی۔ حضرت علامہ کا بھی یہی نظریہ ہے۔ حضرت علامہ کے نزدیک زندگی ایک مسلسل ارتقائی حرکت کا نام ہے اور زندگی کے میدان عمل میں انسان کی محنت و کاوش کے باعث اس کے جوہر کھلتے ہیں۔ اور یہ آدم ہی کی کاوش ہے، جس نے دنیا کو آب و رنگ اور کیف و آہنگ عطا کیا۔ زندہ تمنا حرکت پر آمادہ کئے رکھتی ہے۔ تکمیل خودی یا تکمیل انسانیت کسی بے نمو اور بے حرکت و ارتقا آفاق میں بے معنی بات ہے۔ زمانہ ہر دم نئے امتحان سے دوچار کرتا رہتا ہے، اور ہر دم ترقی کی طرف قدم اٹھانے پر اکساتا رہتا ہے، جو غافل ہوا مغلوب ہو گیا جو کاہل ہوا محروم رہ گیا۔ اس ضمن میں علامہ فرماتے ہیں:

> "بہر حال اسلامی فکر نے جو راستہ اختیار کیا اس کی انتہا جس پہلو اور جس رنگ میں بھی دیکھئے کائنات کے حرکی تصور پر ہوئی اور پھر جسے ابن مسکویہ کے اس نظریے سے کہ زندگی عبارت ہے ایک ارتقائی حرکت سے مزید تقویت پہنچی۔ علیٰ ھذا ابنِ خلدون کا نظریہ تاریخ سے قرآن پاک نے تاریخ کو "ایام اللہ" سے تعبیر کیا ہے، اور اسے علم کا ایک سرچشمہ قرار دیا ہے۔ اس کی ایک اور بنیادی تعلیم یہ ہے کہ اقوام و ملل کا محاسبہ انفرادی اور اجتماعی دونوں لحاظ سے کیا جاتا ہے"۔ (۲)

دوسرا یہ ہے کہ تاریخ آدم حیوانی جبلتوں اور انسانی روح کے مابین ایک مستقل کشمکش کا نام ہے۔ ایک اور بات جو قرآن کے مطالعہ سے واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ روح کی زندگی کی رہبری اور تقویت کے لیے ہر زمانے میں ہر قوم میں اللہ نے پیغمبر بھیجے۔ علامہ نے علی گڑھ یونیورسٹی کے طلبا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> "میں گزشتہ ۲۰ برس سے قرآن شریف کا بغور مطالعہ کرتا ہوں۔ ہر روز تلاوت کرتا ہوں۔ مگر میں ابھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے کچھ حصوں کو سمجھ گیا ہوں۔ اگر خدا نے توفیق دی اور فرصت ہوئی تو میں ایک دن کامل تاریخ اس بات پر قلمبند کروں گا کہ دنیائے جدید اس مطمح حیات سے کس طرح ترقی کرتی ہوئی بنی ہے جو قرآن شریف نے ظاہر کیا ہے"۔ (۳)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

حق یہ ہے کہ حضرت علامہ کو دولت یقین میسر تھی اور یہ کہ وہ اس سے آگاہ بھی تھے کہ انہیں بے مثل اور غیر مترقبہ نعمت ارزانی ہوئی ہے۔ انہیں بخوبی معلوم تھا کہ حق تعالی نے انہیں جس بصیرت سے نوازا ہے اس سے قوم کی کثرت کثیرہ محروم ہے۔ علامہ علوم حاضرہ سے متعلق فکر اور قرآن فہمی کی جن بلندیوں پر پہنچ چکے تھے اس کی رو سے بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ عالم اسلام نے اس سے پہلے کبھی ایسا مفکر پیدا نہیں کیا۔

کسی بھی مفکر کے پیام میں عروسِ معنی کو بے نقاب دیکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے ان جذبات و خیالات کی تہہ تک پہنچا جائے جس پر اس کی فکر کی اساس ہے اور اس چشمہ سے واقفیت حاصل کی جائے جو اس کے تخیلات کا ماخذ ہے تو بلا تکلف کہا جا سکتا ہے کہ اقبال کا کلام کماحقہ سمجھ میں نہیں آ سکتا جب تک قرآن کریم نگاہوں کے سامنے نہ ہو۔ جو اس زاویۂ نگاہ سے پیغام اقبال کو دیکھے گا وہ محسوس کرلے گا کہ علامہ قرآن کریم کے ان حقائق اور ادق مسائل کو کس خوبصورتی سے حل کر کے رکھ دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ نے اس دور میں جب کہ مسلمان قرآن کریم سے بہت دور جا چکے تھے، ان کے سامنے قرآن کی تعلیم کو دلکش انداز میں پیش کیا۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ کا پورا پیام قرآنِ حکیم ہی کی تعلیم کی تفسیر ہے۔

علامہ اقبال قرآن حکیم کو وہ آئین اور ضابطہ حیات سمجھتے ہیں جو ہماری اخروی زندگی ہی نہیں دنیاوی زندگی کے بھی تمام شعبوں میں مکمل طور پر رہنمائی کا ضامن ہے۔ دراصل کسی فرد اور کسی جماعت کے وجود اور استحکام کے لیے اساسی اور بنیادی ضابطے لازم ہیں جو ان کے فکر و تدبر کو اور اعمال و افعال کو صحیح خطوط پر چلائیں۔ مسلمانوں کے لیے ایسا آئین اور ضابطہ قرآن حکیم ہے بلکہ مسلمانوں کے لیے ہی نہیں غیر مسلموں کے لیے بھی، جو اس کی تعلیمات سے استفادہ کرنے کا ارادہ کریں۔ اقبال قرآن حکیم کو اس اعتبار سے کہ وہ آئین الٰہی اور ضابطہ حیات ہے سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ علامہ فرماتے ہیں کہ ملت آئین خداوندی سے ایک نظام حاصل کرتی ہے اور جو نظام اس بنیاد پر قائم ہو دوام حاصل کرتا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ دین مصطفوی ﷺ دینِ حیات ہے۔ اور آپ ﷺ کی شریعت اس آئین حیات کی تفسیر ہے۔ علامہ نے جس طرح قرآن کے معنی و مفہوم کو اپنے کلام کی زینت بنایا اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی ہے۔ علامہ کو خدا نے ایسا دماغ عطا کیا تھا جو علم و حکمت کے بلند ترین مقام پر پہنچ چکا تھا اور اس کے ساتھ ہی قرآن کی محبت نے علامہ کے سینے میں قلب روشن رکھ دیا تھا۔ علامہ نے ہر نظام زندگی کے تجزیہ کے بعد بتا دیا کہ اس میں کیا خرابیاں ہیں اور اسلامی نظام کس طرح انسانیت کو اس کی منزل

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

مقصود تک پہنچانے کا واحد اور مکمل ذریعہ ہے۔ علامہ نے آ کر بتایا کہ انفرادی زندگی کبھی اسلامی زندگی نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم ایک ایسا نظام پیش کرتا ہے جس میں ہر فرد ملت کا ایک زندہ رکن ہے۔

ایمان ویقین کی عطا کردہ اس بصیرت نے علامہ کو قلب مطمئن عطا کر دیا تھا چنانچہ وہ عمر بھر بظاہر مایوس کن احوال کے باوصف کبھی مایوس نہ ہوئے۔ وہ ہمیشہ پر امید رہے اور جوں جوں عمر بڑھتی گئی ان کی آرزو روشن تر اور امید محکم ہوتی چلی گئی۔ وہ یہ مان ہی نہ سکتے تھے کہ اسلام مغلوب ہو سکتا ہے یا اہل اسلام دیر تک غلام رہ سکتے ہیں۔ یہ اس لیے ممکن نہ تھا کہ مسلمان تو خدا کے آخری اور اکمل پیغام کے حامل تھے۔ اسلام حق ہے لہذا اس کی تقدیر غلبہ ہے۔

علامہ نے نظم 'شمع و شاعر' میں کہا تھا:

ے بے خبر تو جوہر آئینہ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے (۴)

بانگ درا میں نظم 'گل رنگیں' کے دو اشعار ملاحظہ ہوں۔

اس چمن میں مَیں سراپا سوز و سازِ آرزو
اور تیری زندگانی بے گدازِ آرزو
میری صورت تو بھی اک برگِ ریاضِ طور ہے
میں چمن سے دُور ہوں، تو بھی چمن سے دُور ہے (۵)

پہلے شعر کے پہلے مصرعے میں 'سوز و سازِ آرزو' کا ذکر ہے جو علامہ کا خاص پیام ہے۔ مسلمان کی خفتہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کا حکم سورۃ الجاثیہ آیت نمبر ۱۳ میں موجود ہے۔

ترجمہ: "اور مسخر کر دیے تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب کا سب، اس کی طرف سے، بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو فکر کرتے ہیں"۔

علامہ نے سکوت و جمود کے برخلاف عمل، ولولہ، سخت کوشی اور مشکل پسندی کی تعلیم دی ہے۔ علامہ نے بتایا کہ قرآن مجید کا حقیقی مقصد تو یہ ہے کہ انسان اپنے اندر ان گوناگوں روابط کا ایک اعلی اور برتر شعور پیدا کرے جو اس کے اور کائنات کے درمیان ہیں۔ اسلوب قرآن اسلوب الٰہی ہے، بے نظیر، ناقابل تقلید۔ یہی اس کا

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

سب سے بڑا معجزہ ہے۔ یہ قرآن ہی ہے جو آدم کو جرات آموز زندگی بخش پیغام سناتا ہے۔ بال جبریل کی نظم 'روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے' آدم کے اسی طرح کے جواہر کا خلاصہ بڑی خوبصورتی سے پیش کرتی ہے۔

ہیں تیرے تصرّف میں یہ بادل یہ گھٹائیں
یہ گنبد افلاک، یہ خاموش فضائیں
یہ کوہ یہ صحرا، یہ سمندر یہ ہوائیں
تھیں پیش نظر کل تو فرشتوں کی ادائیں
آئینۂ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ[۶]

اس نظم میں قرآن کے مطابق آدم کو یہ خبر دی گئی ہے کہ تم اور تمہارے وجود میں وہ تمام جوہر ودیعت کر دیئے ہیں جو تمہیں حاکمیت کے قابل بناتے ہیں۔ قرآن حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ مرد مسلمان کے فسانے اور زمانے بے حساب ہیں۔ وہ کسی ایک منزل پر نہیں رک سکتا وہ رکے تو قرآن ایک نئی دنیا لا کر سامنے رکھ دیتا ہے اور اس کی تسخیر پر ابھارتا ہے، اس سلسلے میں پروفیسر محمد منور لکھتے ہیں:

"قرآن جو حضرت علامہ کے نزدیک کتاب زندہ ہے زندگی آموز روح عصر کرتا ہے۔ اس کا بھیجنے والا علیم و حکیم ہے لہذا قرآن حکیم کی تعلیمات لازوال ہیں اور انہیں کائنات میں رونما ہونے والے حادثات سے کسی قسم کا کوئی اندیشہ و خلل نہیں۔ ہر وہ بات جو حقیقت ہے وہ قرآن ہے، باقی باطل۔ اور قرآن ہی کی لازوال حکمت میں امت مسلمہ کی قوت وحیات کا راز پوشیدہ ہے"۔[۷]

قلب مومن کے لئے قرآن قوت ہے۔ اگر قرآن سے رابطہ باقی نہ رہے تو امت مسلمہ جسد بے جان ہو کر رہ جاتی ہے۔ ہر اس شخص کے نزدیک قرآن دانش و حکمت کا سب سے بڑا اور لازوال سرچشمہ جس کا اس امر پر یقین کامل ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔

علامہ نے جب فکری بلوغت حاصل کی تو ان کا دل بول اٹھا کہ وہ دانش جو قرآن کے سراج منیر سے فیض حاصل نہیں کرتی ناقص ہے۔ اسی کامل یقین کی بنا پر انہوں نے اسرار خودی میں بحضور رسالت مآب التجا پیش کی کہ میں جو کچھ امت محمدیہ اور عالم انسانیت کی نذر کر رہا ہوں وہ قرآن ہی کی روشنی میں نذر کر رہا ہوں۔ اقبال نے واضح

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

فرمادیا کہ اگر میں کوئی ایسی حکمت اور ایسی دانش کی بات کروں جو قرآن سے منافی ہو تو قیامت کے روز مجھے رسول پاک کا بوسئہ پا نصیب نہ ہو۔

علامہ اپنی روح کی عمیق گہرائیوں سے قرآن کے معنی و مفاہیم کا ادراک کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ قرآن پڑھنے سے قلب میں نسبتِ محمدی ﷺ پیدا ہوتی ہے۔ علامہ کو قرآنی فکر کی جانب سب سے پہلے ان کے والد بزرگوار نے ان کے اوائل عمر میں توجہ دلائی تھی۔ ان کے والد نے علامہ سے کہا تھا کہ جب تم قرآن پڑھو تو یہ سمجھو کہ قرآن تم پر ہی اترا ہے یعنی اللہ تعالی خود تم سے ہم کلام ہے۔ قرآن پاک کی فوقیت کو علامہ نے اپنے پہلے خطبے میں یوں بیان کیا ہے:

> " قرآن مجید کا حقیقی مقصد تو یہ ہے کہ انسان اپنے اندر ان گوناگوں روابط کا ایک اعلیٰ اور برتر شعور پیدا کرے جو اس کے اور کائنات کے درمیان قائم ہیں۔ قرآنی تعلیمات کا یہی وہ بنیادی پہلو ہے جس کے پیش نظر گوئٹے نے بہ اعتبار ایک تعلیمی قوت اسلام پر من حیث الکل تبصرہ کرتے ہوئے ایکرمن سے کہا تھا'تم نے دیکھا نہیں اس تعلیم میں کوئی خامی نہیں۔ ہمارا کوئی نظام اور ہمیں پر کیا موقوف ہے۔ کوئی انسان بھی اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔"(۸)

اپنے پہلے خطبے میں ہی ایک اور جگہ علامہ نے فرمایا:

> "اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن پاک نے فطرت کے مشاہدے میں غور و فکر کی ترغیب دلائی تو اس لیے کہ ہم اس حقیقت کا شعور پیدا کریں جس کی عالم فطرت کو اس نے ایک آیت ٹھہرایا ہے لیکن یہاں توجہ طلب امر قرآن مجید کی وہ اختیاری روش ہے جس سے مسلمانوں کے اندر عالم واقفیت کا احترام پیدا ہوا اور جس کی بدولت آگے چل کر انہوں نے علوم جدیدہ کی بنیاد ڈالی"۔(۹)

علامہ نے ایک موقع پر سید سلیمان ندوی کو لکھا تھا:

> " قرآن کامل کتاب ہے اور خود اپنے کمال کا مدعی ہے۔ لیکن ضرورت ہے کہ اس کے کمال کو عملی طور پر ثابت کیا جائے کہ سیاسیات انسانی کے لیے تمام ضروری قواعد اس میں موجود ہیں اور اس میں فلاں فلاں آیت سے فلاں فلاں قواعد کا استخراج ہوتا ہے"۔(۱۰)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ایک موقع پر الٰہیات اور قرآن کے باہمی تعلق کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر نکلسن کو لکھتے ہیں:

"قرآن الہیات کی کتاب نہیں بلکہ اس میں انسان کی معاش و معاد کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے پوری قطعیت سے کہا گیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کا تعلق الٰہیات ہی کے مسائل سے ہے۔ عہد جدید کا ایک مسلمان اہل علم جب ان مسائل کو مذہبی تجربات اور افکار کی روشنی میں بیان کرتا ہے جن کا مبداء اور سرچشمہ قرآن مجید ہے تو اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ جدید افکار کو قدیم لباس میں پیش کیا جارہا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پرانے حقائق کو جدید افکار کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔" (۱۱)

علامہ قرآن کو ایک نئے زاویۂ نگاہ سے پڑھنے اور سمجھنے کا درس دیتے ہیں تاکہ انسان کا کائنات اور خدا کے ساتھ ربط پیدا ہو سکے۔ قرآن کے مطالب پر صدیوں سے غور و فکر جاری ہے اور یہ سلسلہ ابد تک جاری رہے گا۔ یہ ایک ایسا چشمہ ہے جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا۔ جس قدر انسان کا ذوق و وجدان اور اخلاق و روحانیت ترقی کرتے جائیں گے اسی قدر اس پر قرآن کے مطالب آشکار ہوتے جائیں گے۔ مطالب القرآن پر ان کی نظر ہمیشہ رہتی۔ علامہ کلام پاک کو پڑھتے تو اس کے ایک ایک نقطہ پر غور کرتے اور آیات قرآن پر فکر کرتے اور ان سے متاثر ہو کر رو پڑتے۔ علامہ کے نزدیک قرآن پاک کو سمجھنے اور اس کی تفسیر لکھنے کے لیے عربی زبان و ادب میں خاطر خواہ استعداد اور بلندی علم کا ہونا ضروری تھا۔ ان کو اکثر اس بات کا شکوہ رہتا کہ مسلمان عربی زبان سے بیگانہ ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ علامہ نے قرآن کے اسی اسلوب کو پیش کیا اور وہ خودی کے راز کو لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ تلاش کرتے ہیں۔ ضربِ کلیم میں علامہ نے فرمایا:

خودی کا سرِ نہاں لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ
خودی ہے تیغ فَساں لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ
اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ (۱۲)

علامہ کے نزدیک مومن کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں اپنے آپ کو ڈھالے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ناطق تھے اس لیے اقبال کہتا ہے کہ مومن کو بھی آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنی چاہیے۔

؎ یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن [۱۲]

قرآن کریم جہاد کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کائنات میں ارتقائی کشمکش جاری ہے۔ اسلام رجائیت کی تعلیم دیتا ہے قنوطیت کی نہیں۔ اسلام کردار کی تعمیر میں جدوجہد کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ علامہ بھی زندگی کو فعال اور باعمل گزارنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ علامہ خدائے تعالی سے امت مسلمہ کی زبوں حالی اور خواری کا شکوہ کرتے ہیں اور جواب شکوہ میں خواری کی وجوہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسلمان پستی میں اس لیے جا گرے ہیں کہ انہوں نے تعلیمات قرآن سے روگردانی اختیار کرلی ہے۔

؎ وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر [۱۳]

اللہ تعالی کی ذات مبارکہ قرآن پاک میں سورہ حج آیت نمبر ۴ میں ارشاد فرماتی ہے:

ترجمہ: "تو زمین کو خشک دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی نازل کرتے ہیں تو لہلہانے اور ابھرنے لگتی ہے اور قسم قسم کی نفیس چیزیں اگاتی ہے۔" اسی قرآنی حکمت کو 'بالِ جبریل' میں 'الارضِ للہ' کے عنوان سے علامہ نے بیان کیا ہے۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار
خاک یہ کس کی ہے' کس کا ہے یہ نورِ آفتاب
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب
دِہ خدایا یہ زمین تیری نہیں تیری نہیں
تیرے آبا کی نہیں تیری نہیں میری نہیں [۱۴]

علامہ نے نہ صرف خودی کا تصور قرآن سے لیا بلکہ انہوں نے جابجا قرآنی افکار سے استفادہ حاصل کر کے اس کی روح کو اپنے کلام میں سمو دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علامہ کے اشعار قرآن کی آیات کی تفسیر ہیں۔ کلام اقبال کا غائر مطالعہ کرنے سے بلاشبہ یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ آپ نے جو کچھ سمجھا قرآن حکیم سے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

سمجھا اور آپ کی شاعری کا اصل مدعا صرف یہی ہے کہ قرآن حکیم کے بصیرت افروز پیغام کو انسانیت میں عام کر دیا جائے۔ اسلام کا مقصد اتنا ہی نہیں کہ افراد کی اخلاقی اصلاح کر دی جائے بلکہ اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ تدریجی مگر بنیادی انقلاب بنی نوع انسان کی پوری اجتماعی زندگی میں برپا کیا جائے اور قومی و نسلی زاویۂ نظر کو بدل کر ان کی جگہ خالص انسانی شعور و احساس پیدا کیا جائے۔ علامہ نے قرآن کے انقلابی پیغام کو ہی اپنے کلام کی بنیاد بنایا۔ اقبال نے وطنیت کے بت کو پاش پاش کر کے طلسم کا پردہ چاک کیا اور مسلمانوں کو متحد ہونے کا درس دیا۔ اور یہ اتحاد وطنیت پرستی کے مروجہ سیاسی مسلکوں اور نظریات کی بنا پر ممکن نہیں ہے بلکہ قرآنی احکامات کی پابندی کرنے اور تعلیمات قرآنی پر عمل پیرا ہونے سے ممکن ہے۔ علامہ کے کلام میں کئی تراکیب قرآنی قصص سے ماخوذ ہیں اور کئی قرآنی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ ان میں چند ایک لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ، چوب کلیم، موسیٰ و فرعون و طور، نعرہ لا تذر شریک زمرہ لا تحزنو، آتش نمرود وغیرہ ہیں۔ حضرت علامہ نے اسی روحانی کیفیت کے نورانی لمحوں میں کہا تھا:

جہاں میں دانش و بینش کی ہے کس درجہ ارزانی
کوئی شے چھپ نہیں سکتی کہ یہ عالم ہے نورانی
کوئی دیکھے تو ہے باریک فطرت کا حجاب اتنا
نمایاں ہیں فرشتوں کے تبسم ہائے پنہانی (۱۵)

قرآن خدا سے ایسا رابطہ ہے جس کی ایک جانب خدا ہوتا ہے اور دوسری جانب بندہ اور ساتھ ہی قرآن کی قرات کرنے والے کو یہ بھی خیال رہے کہ یہ وہی الفاظ ہیں جو حضرت جبرائیل نے ادا کیے تھے اور جو حضرت جبرائیل کو خود خدا نے عطا کیے تھے نیز یہ کہ یہ وہی الفاظ ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے۔ جس طرح میں خود پڑھ رہا ہوں تو مطالعہ قرآن کی لذت میں کچھ اور ہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ غرض قرآن علم ہو۔ عمل ہو۔ قرآن نظر ہو۔ قرآن دل ہو۔ قرآن ایمان ہو۔ قرآن ہی جان ہو۔ اگر عالم یہ ہو تو واضح رہے کہ پھر جملہ حاملینِ قرآن ایک ہی طرح سوچیں گے، ایک ہی طرح کا اسلوب زندگی اختیار کریں گے۔ پھر ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی توحید کا مظہر ہو گی۔

؎ بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے
یہ ہے نہایت اندیشہ و کمال جنوں (۱۶)

ایک اور جگہ اسی کیفیت کو علامہ فرماتے ہیں:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

؎ ہے ذوق تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل تو نرا صاحب ادراک نہیں ہے (۱۷)

وحی کا رابطہ اگر براہ راست قلب سے ہو تو بات سمجھ میں آ گئی ورنہ الفاظ کی ایک نادر ترکیب سے زیادہ کچھ نہیں۔

؎ تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف (۱۸)

ظاہر ہے کہ قرآن ضمیر پر اترے اور وحی کی طرح اترے تو جبھی قرآنی احکام اور ہدایت کو یقین کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ علامہ کی خواہش تھی کہ قرآن ہر فرد مومن کا مزاج اور اس کی فطرت بن جائے۔

علامہ کو قرآن کریم سے جو شغف تھا وہ کسی بھی حق آگاہ سے پوشیدہ نہیں۔ اسی طرح انہیں جو شیفتگی نبی کریم ﷺ سے تھی وہ بھی اہل محبت کی آنکھوں سے نہاں نہیں۔ چنانچہ قرآن و سیرت سے آگاہی کی بدولت وہ یقین کی منزل پر فائز تھے۔ حضرت علامہ کا یہی یقین اور اعتبار دیکھیے کہ اللہ کے حضور التجا کرتے ہیں کہ وہی نورِ بصیرت قوم کے ہر نوجوان کو بخش دے جو تو نے مجھ کو عطا کی ہے۔ یہی تھی اسلام کی روح اور قرآن کے مطالب سے کامل آگاہی کی سرشاری جس کے باعث وہ چاہتے تھے کہ اگر زندگی مہلت دے تو قرآن کے مطالب قلمبند کروں۔
علامہ نے افکارِ حاضرہ اور قرآن کریم کی روشنی میں عمرانی مسائل کا مطالعہ کیا تھا اور ایک عرصہ سے ان پر غور و فکر جاری رہا۔ لیکن انہیں اتنی مہلت نہ ملی کہ وہ ان خیالات کو مرتب کر سکتے۔ علامہ نے ملت روسیہ کو یہی پیغام دیا کہ قرآن کی روشنی میں خدا اور رسول کی قائم کردہ شریعت کے مطابق ظہور میں آنے والی اخوت ہی اصل شے ہے۔ کامیاب زندگی کے لیے ضابطے کا پابند ہونا ضروری ہے اور وہی ضابطہ مفید اور کارآمد ہے جو قرآن کی بنیادی اور اصولی ہدایت کے تحت حضور مکرّم ﷺ نے نافذ فرمایا تھا۔

ارمغان حجاز میں موجود نظم 'ابلیس کی مجلس شوریٰ' میں علامہ نے ابلیس کی زبانی اپنا یہ عندیہ واضح کیا کہ اسلام ہی دنیائے آدم کا وہ دین ہے جس نے صحیح معنوں میں انسانی معاشرے کے اندر اخوت کی روح پھونکی اور ایک اصولی برادری کو جنم دیا۔ یہ وہ دین ہے جو اصولوں پر مبنی ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ جن لوگوں کو اس دین کا حامل جانا جاتا ہے وہ خود غافل ہیں۔ یہ لوگ احساس کمتری میں مبتلا ہیں اس لیے کہ انہیں معلوم ہی نہیں کہ اللہ تعالی نے انہیں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

سلطانی لولاک کے لیے ابدی دستور عطا کر رکھا ہے۔ اور وہ دستور قرآن ہے جو بے مثل اسلامی معاشرے کی تعمیر کا واضح نقشہ پیش کرتا ہے۔

علامہ نے ابلیس کی زبانی یہ بھی واضح کر دیا کہ اشتراکی نظریات کی اساس محض ایک رد عمل ہے۔ یہ نظریات انسان کے دائمی تقاضوں کا جواب نہیں ہیں۔

کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اشتراکی کوچہ گرد
یہ پریشان روز گار آشفتہ مغز آشفتہ مُو
ہے اگر کوئی خطر مجھ کو تو اس امت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو
خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سَحر گاہی سے جو ظالم وضُو
جانتا ہے جس پہ روشن باطنِ ایّام ہے
مزدکیت فتنۂ فردا نہیں، اسلام ہے (۱۹)

ابلیس کی زبانی یہ اجمالی تبصرہ کر چکنے کے بعد اس کے منہ سے وہ اصول بیان کرائے جن کا نفاذ انسانوں کو ہر ابلیسی دام سے نجات دلا سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ حامل قرآن ہوں۔ آگے چل کر مجلسِ شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے ابلیس کہتا ہے:

جانتا ہوں میں یہ امت حامل قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندہ مومن کا دیں
ہے یہی بہتر الٰہیات میں الجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے (۲۰)

ان اشعار میں عجیب طنز پوشیدہ ہے۔ قرآن جو جہادِ زندگی کا درس دینے والی کتاب ہے مسلمان اسی کتاب کے نئے نئے مفاہیم کی تلاش میں الجھ کر رہ گیا ہے۔ علامہ اقبال قرآنِ حکیم کو وہ آئین اور ضابطہ حیات سمجھتے ہیں جو ہماری اخروی زندگی ہی نہیں دنیاوی زندگی کے بھی تمام شعبوں میں مکمل طور پر رہنمائی کا ضامن ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

حضرت علامہ محمد اقبال نے 'رموزِ بے خودی' میں ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے۔ علامہ نے اس عنوان میں قرآنِ حکیم کو اس اعتبار سے کہ وہ آئینِ الٰہی اور ضابطہ حیات ہے اہمیت دی ہے۔ اقبال فرماتے ہیں کہ ملت آئین خداوندی سے ایک نظام حاصل کرتی ہے اور جو نظام اس بنیاد پر قائم ہو، اسے دوام حاصل ہوتا ہے۔ دینِ مصطفوی دینِ حیات ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ جب سے امت مسلمہ نے قرآنی تعلیمات پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے وہ زوال پذیر ہوگئی ہے۔ علامہ محمد اقبال نے قرآنِ حکیم کا مطالعہ کامل غور و فکر اور تدبر و تعمق سے کیا تھا۔ علامہ نے قرآن مجید کے غائر مطالعے سے اس سمندر کے موتی چن لیے تھے۔

علامہ اپنے قرآنی مطالعہ کا نچوڑ اور اپنے فکر و تدبر کا خلاصہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ہمارا برگ و ساز سب کتاب و حکمت ہے۔ یہی وہ دو قوتیں ہیں جن سے ملت کو عزت و آبرو حاصل ہوتی ہے۔ علامہ افسوس کرتے ہیں کہ ملتِ اسلامیہ نے آئینِ الٰہی کو چھوڑ دیا اس لیے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ حالانکہ ملت اسلامیہ کو زندہ رکھنے والی قوت یہی آئین ہے۔ مسلمان کی بقا و ثبات کا ضامن قرآن حکیم ہے۔ جس میں لازوال ازلی و ابدی حکمتوں کے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ اس سے زندگی کو استحکام حاصل ہوتا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں راہزنوں نے قرآن کریم سے اعتصام کیا تو دنیا بھر کے قائد اور رہنما بن گئے۔ یہ وہ نسخہ ہے جو جہان بانی کے اسرار سکھاتا ہے۔ علامہ کہتے ہیں کہ اگر مسلمان زندہ رہنا چاہتے ہیں تو قرآن کے مطالب پر غور کریں۔

علامہ نے یہ واضح کر دیا کہ اسلام کی تمام تعلیمات کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے۔ اقبال نے اپنے پیام میں قرآن حکیم کو پڑھنے اور اس سے نور ہدایت حاصل کرنے پر بڑا زور دیا ہے۔ علامہ اقبال نے جدید دور میں قرآن حکیم کی تعلیمات اس اسلوب پر پیش کیں کہ دورِ جدید ان کو سمجھ سکے اور قبول کر سکے۔ بلاشبہ یہ بات علامہ کے کلام پر صادق آتی ہے کہ انہوں نے موجودہ دور میں تعلیماتِ قرآن کو آج کی ضروریات کی روشنی میں ہادی و رہنما بنا کر پیش کیا تاکہ وہ اس کی طرف متوجہ ہو اور قرآن کی عملی تفسیر یعنی سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کر کے دین و دنیا میں فلاح و نجات پائے۔

حوالہ جات

۱۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اقبال کی فکری میراث، لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۹۲ء، ص ۹۲
۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، مترجم نذیر نیازی، لاہور: بزمِ اقبال، ۲۰۰۰ء، ص ۲۱۲
۳۔ عبدالواحد معینی، مرتب، مقالاتِ اقبال، لاہور: القمر انٹرپرائزر، ۲۰۱۱ء، ص ۲۱۵

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال (اردو)، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع پنجم، ۲۰۰۰ء، ص ۲۲۰

۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال (اردو) ص ۵۴

۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال (اردو) ص ۴۶۱

۷۔ محمد منور، برہانِ اقبال، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع اول، ۱۹۸۲، ص ۱۰۱

۸۔ محمد اقبال، تشکیلِ جدید الہیات اسلامیہ، ص ۴۵

۹۔ محمد اقبال، تشکیلِ جدید الہیات اسلامیہ، ص 51

۱۰۔ عطاء اللہ، شیخ، اقبال نامہ، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع نو، ۲۰۰۵ء، ص ۱۳۶

۱۱۔ عطاء اللہ، شیخ، اقبال نامہ، ص ۳۵۰

۱۲۔ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو) ص ۵۷۳

۱۳۔ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو) ص ۲۷۰

۱۴۔ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو) ص ۴۴۷

۱۵۔ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو) ص ۳۲۷

۱۶۔ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو) ص ۳۱۵

۱۷۔ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو) ص ۳۷۲

۱۸۔ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو) ص ۴۳۶

۱۹۔ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو) ص ۷۰۹

۲۰۔ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو) ص ۷۱۱